شذرات

آج کے سائنسی دور میں مرد اور عورت کے فرائض میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ ورنہ مرد اور عورت دونوں میں سے ہر ایک ایسے کاموں کی صلاحیت رکھتا ہے جو اس کی طبیعت کے مناسب ہوں۔ مثال کے طور پر مرد اپنی جبلت کی وجہ سے معاش کے کسب میں، دشمن کو دفع کرنے اور خطرناک کاموں میں گھسنے جیسے مشقت اور تکلیف کے کاموں کے لیے مختص ہے۔ عورت کے لیے یہ مناسب ہے کہ اولاد کی پرورش کرے، گھر میں کھانے پکانے کا انتظام رکھے اور گھر کو صاف ستھرا رکھے۔ اسی طرح دوسرے امور جو اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتے ہوں گھر کے کاموں کو مرد اور عورت دونوں کی فطرت کے مطابق ان دونوں میں تقسیم کرنے کا نام عدل اور تقویٰ ہے، جس پر صالح سماج کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ ایک طویل زمانے سے لوگ اور اقوام عالم انسانی فطرت کے اسی اصل اور قاعدے پر چل رہی تھیں۔

تقریباً ڈیڑھ سو صدی قبل جب سائنسی آلات کا اختراع ہوا، کارخانے قائم ہوئے تو گھریلو اور عائلی نظام میں ایک بڑا انقلاب برپا ہوگیا جس نے مرد اور عورت کی فطرت کو بگاڑ دیا۔ سرمایہ دار جو کارخانوں کے مالک ہیں اور سائنسی آلات سے کام لیتے ہیں وہ صرف دولت اور سرمایہ کمانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کو کمزوروں اور قوی لوگوں کی فطرت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور نہ وہ مظلوم پر کوئی شفقت کرتے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے اجتماعیت اور معاشرہ کے نظام کو بالکل بدل دیا ہے اور لوگوں کو اپنی طاقت اور سائنسی آلات کے بل بوتے پر مقہور اور مغلوب کر رکھا ہے۔

یہ انقلاب جو ہمیں نظر آرہا ہے، ایک ایسا وبائی اور متعدی مرض ہے جس نے

دُنیا کے دوسرے ممالک کو بھی اپنی آگ کی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس سے بچنا ناگزیر ہے۔ جب یہ وبا عام پھیل جائے گی تو اس کے بعد ہی لوگ پھر فطرت کی طرف لوٹ آئیں گے۔

دُنیا کا اشتراکی نظام بظاہر تو سرمایہ داری کے مظالم کو توڑنے اور قلع قمع کرنے کے لیے وجود میں آیا ہے، وہ ہر جگہ سرمایہ داری نظام کا تعاقب کر رہا ہے اور اس کو کامیابی در کامیابی حاصل ہو رہی ہے، جس کے ثبوت کے لیے مشرق بعید کے ممالک کو دیکھنا چاہیے اور ہماری رائے میں یہ نظام آگے چل کر اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا، لیکن اشتراکیت کی کامیابی، سرمایہ داری نظام کی سرکوبی اور اس کی برائیوں کو ہٹانے کے بعد انسانیت پھر فطرت کی طرف لوٹ آئے گی۔ ہمارا یہی گمان ہے اور ہم اس سے مایوس نہیں کہ سب لوگ قرآن کی طرف لوٹ آئیں گے جو فطرت کا قانون ہے۔ وقتی طور پر لوگوں نے فطرت کے قانون کو چھوڑ رکھا ہے اس میں قصور ان لوگوں کا بھی ہے جو قرآن حکیم کے حامل اور مبلغ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن حکیم کی تعلیم فطرت انسانی کے موافق بتلانے سے قاصر ہیں۔ یہ درمیانی دور سرمایہ داری کے مظالم اور آثار کو مٹانے کا دور ہے اور یہ بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس میں ہولناک امور کا انسانیت کو منہ دیکھنا پڑے گا اور وہ قیامت کے آثار اور علامات جیسے امور ہوں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ کسریٰ اور قیصر سرمایہ داری نظام کے مالک تھے۔ ان کا ساری مہذب دُنیا پر غلبہ تھا۔ قرآن حکیم دونوں پر انقلاب لایا، جس سے فارس، رُوم اور عراق و شام میں سرمایہ داری نظام پر قیامت قائم ہوگئی۔ ہمارے استاذ محترم علامہ عبیداللہ سندھیؒ قرآن حکیم کی اکثر آیات کو جو قیامت پر وارد ہیں اسی قیامت پر حل فرماتے تھے جو کسریٰ اور قیصر کے نظام پر قائم ہوئی۔ اور آیاتِ قرآنیہ میں ایسے اشارات بھی ملتے ہیں۔

جب ان ملکوں پر قیامت قائم ہوئی تو اس کے بعد قرآن کی اجتماعیت قائم ہوئی اور وہ ہزار سال تک قائم و دائم رہی۔

ہمارے استاذ علامہ سندھیؒ فرماتے تھے کہ ان دونوں سرمایہ داری نے انسانی امور کو فاسد کر دیا اور بگاڑ رکھا ہے۔ ان کے مظالم پر قیامت قائم ہوگی، ایک عام انقلاب برپا ہوگا، ان

کی نجاستوں سے دنیا کے ممالک اور انسانی معاشرہ پاک وصاف ہوگا اور آگے نیا معاشرہ چلے گا جس پر قرآن کا حکم غالب آئے گا۔

مولانا سندھیؒ نے فرمایا کہ ہم نے شیوعیوں کو جب قرآنی معاشرے کے متعلق سمجھایا تو وہ کہنے لگے کہ اگر ایسا معاشرہ اور صحیح عادلانہ نظام قائم ہوا تو ہم اس میں داخل ہوں گے۔

علامہ استاذؒ نے فرمایا کہ مسلمان اگر انقلابیوں کی تلواروں سے بچنا چاہتے ہیں تو وہ قرآن حکیم کو شاہ ولی اللہ صاحب کی تفسیر یا اس کے قریب جو تفسیر ہو، مضبوطی سے تھامے رکھیں، اس میں ان کی نجات ہے۔

اللہ کا قانون دو قسم پر ہے، ایک وہ جو منصوص، مقطوع، مؤبد اور مخلد ہوتا ہے، اس میں کوئی ردّ وبدل نہیں ہوتا۔ اسی کو قرآن میں "یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرو) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے مراد ہے ان کے قانون کی اطاعت کرنا۔ اس کے بعد اُولی الامر کی اطاعت کا حکم ہے۔ اس سے مراد وہ قانون ہے جس کو مجتہدین عظام نے استنباط کیا ہے اور اس کو ثانوی قانون کہتے ہیں۔ انگریزی تعبیر میں اس کو بائی لاز کہا جاتا ہے۔ اس کا درجہ دوسرے مرتبہ پر ہے۔ اس میں وقت، معاشرہ اور حالات کی تبدیلی سے تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ یہ قانون ابدی اور غیر متبدل نہیں ہوتا۔ اب اگر ان دونوں میں کہیں تعارض اور اختلاف نظر آئے تو اس وقت منصوص اور مؤبد قانون کو ترجیح دی جائے گی اور دوسرے قسم کے قانون کو چھوڑ دیا جائے گا، یہی مطلب ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ الآیۃ کا۔

ہم سے بڑی غلطی یہ ہوئی ہے کہ ہم نے قانونِ منصوص اور مقطوع کی عظمت کو بھلا دیا ہے اور دوسرے قسم کے قانون کو اس کے اصلی مقام اور مرتبے سے بڑھا دیا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عصر حاضر میں اسلام کے قانون کے رائج کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔